قمر الحسنین۔

تجزیہ

اسلامی اتحاد

پاکستان میں مذہبی طبقات کی سر پھٹول اور سیاسی ناتجربہ کاری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی فکری پریشانی اور عملی زندگی کے کھوکھلے پن نے کچھ لوگوں کو یہ بات سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ دین کی نام لیوا جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر بہر نوع جمع ہو جانا چاہیئے۔ یہ فکر بہت ہی خوش آئند ہے اور اس موضوع پر گفت و شنید مجلس آرائی اور بحث و تمحیص ایک مبارک و مسعود عمل ہے۔ نیکی کی قوتیں اگر مل بیٹھیں اور قالب اگرچہ الگ ہی کیوں نہ رہیں پھر بھی یہ ایک طاقت کا روپ اختیار کر سکتی ہیں اور موجودہ دور جو طاقت کے سامنے ہی جھکتا ہے اس دور کے سیاسی نٹ کھٹوں کو جھکایا جا سکتا ہے اور دین کی بات منوائی جا سکتی ہے بنیاد پرستی کا طعنہ دینے والے وسیع البنیاد بوالہوس جو ہر پانچ برس بعد دینی جماعتوں کی تفریق سے فائدہ اٹھا کر بلا شرکت غیرے اقتدار کے مرگھٹ پر انہیں قربان کر دیتے ہیں۔ انہیں لگام دی جا سکتی ہے۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے امت نے ہمیشہ علماء کرام سے بہتری کی توقع وابستہ کئے رکھی مگر علماء دین نے سرمایہ دار اور جاگیر دار سیاست دان کے بھرے میں آ کر دینی مفادات کو پس پشت ڈال کر سیاسی حکمت عملی کے ماتحت وقتی مفادات کو ترجیح دی اور مختلف عناصر خبیثہ کے ساتھ ہو لئے ابھی قریب کی بات ہے کہ علماء کے ایک طبقہ نے اپنے ماضیٔ مرحوم کی روایات کے ماتحت دولتانہ، ایوب خان وغیرہ کا ساتھ دیا تو علماء کے ہی دوسرے گروپ نے اپنی ۳۵ء کی وابستگیوں کی مکروہ یادوں کو دوبارہ زندہ کیا اور ولی خان اور بھٹو کا نہ صرف یہ کہ ساتھ دیا بلکہ ان کے ہر اول دستہ کے طور پر تمام خانقاہوں، مسجدوں، اور دینی مدارس تک کو اس سیاسی آگ میں جھونک دیا۔ اپنی ذات کے سارے درد اور برسوں سے چھپی ہوئی آرزؤں تمناؤں اور خوابوں کو صورت گری کے مرحلے میں داخل ہوتا دیکھ کر چیخ اٹھے۔

مفتی بھٹو اور ولی۔ مل بیٹھے تو ناؤ چلی

اور اس اندھا دھند دوڑ دھوپ میں علماء کے وابستگان نے ہی اپنے مخالف علماء کو وہ بے نقط سنائیں کہ حیا سرنگوں ہو گئی، فاسقوں اور فاجروں کی محبت علماء کے سر پر مور پنکھی ناچ ناچنے لگی درمیان میں کچھ عرصہ ان کی باہمی آویزشوں کی کمی کا بھی آیا مگر قومی و علاقائی تعصبات نے اس آگ کو پھر بھڑکا دیا، نتیجہ پھر فاسق و فاجر سیاستدانوں کے حق میں گیا علماء پھر تقسیم در تقسیم کا زہر بانٹنے میں مصروف ہو گئے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ہر تفریق کار اپنے عمل تفریق کو اپنے تقدس کے حوالہ سے پیش کرتا رہا میں نہایت ادب سے کہوں گا کہ ابھی اس آگ کی چنگاریاں سلگ رہی ہیں۔ بجھی نہیں ہیں۔

علماء کرام اگر مذہبی طبقات میں اتحاد کے لئے مخلص ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ سابقہ۔

(۱)۔ سیاسی جدال اور اس کی انتقامی صورتوں کو ختم کریں۔

(۲)۔ اپنے فرماں برداروں کو باہمی احترام اور عفو و در گزر کا حکم دیں۔

(۳)۔ دینی اداروں کو فاسقوں، فاجروں کی فرودگاہ نہ بنائیں۔

(۴)۔ سیاسی نٹ کھٹوں اور ٹوڈیوں سے کبھی بھی نہ مل بیٹھنے کا فیصلہ کریں۔

(۵)۔ مذہبی زعما سیاسی رویوں اور سیاسی واردات سے "توبہ" کریں۔

(۶)۔ علماء کرام، علماء اسلام بنیں۔ علماء جمہوریت نہ بنیں۔

(۷)۔ علماء کرام اپنے اندر وہ کریمانہ اخلاق پیدا کریں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی زینت ہیں اور جنہیں علماء کرام اپنے درسوں وعظوں میں خوب خوب بیان فرماتے ہیں۔

(۸)۔ قومی سطح کے مسائل پر انفرادی رائے نہ دیں بلکہ ایک متفقہ رائے کی صورت میں امت کی رہنمائی کے جذبہ سے گفتگو کریں۔

(۹)۔ جدید فرنگیانہ سیاست کا ٹاٹ لپیٹ کر الیکشن کو خیر باد کہہ کر تبلیغ و جہاد کی اساس پر اپنی دینی سیاست کا آغاز کریں۔

(۱۰)۔ نتائج سے بے نیاز ہو کر محض اللہ کی رضا کے لئے صحابہ کرام کی طرح کام کریں۔

ماضی میں اتحاد کی جتنی کوششیں ہوئیں وہ تمام تر سیکولر بنیادوں پر تھیں جن کا ٹوٹ پھوٹ جانا اس نظام کا فطری حصہ ہے جس اتحاد کے بانی سیاسی کہہ مکرنیوں کو سیاست کا اصول قرار دیں اور دوستی و دشمنی کا جن کے ہاں کوئی معیار ہی نہ ہو وہ لوگ کس طرح "متحد" ہو سکتے ہیں۔ جن لوگوں کی باگ ڈور "اجنبیوں" کے قبضہ و تصرف میں ہو وہ کسی اتحاد کو کیوں کر بقاء دے سکتے ہیں۔ اور علماء کرام ان سے کیوں توقعات وابستہ رکھتے ہیں۔ علماء متحد ہو کر ہی منزل پا سکتے ہیں۔ سیاسی "عزم و ہمت" رکھنے والے سیکولرسٹوں کے یارانہ سے کبھی منزل مقصود تک نہ پہنچ پائیں گے۔ کیوں کہ ان کی اپنی منزل ہی نہیں جبکہ وہ لوگ ۵۶ء سے ۹۱ء تک کے وسیع تجرباتی عہد سے گزر کر بھی منزل پانا تو در کنار راہ منزل میں ہی بھٹک کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے دینی طبقات کا سب سے بڑا حادثہ ہی یہ ہے کہ ہم بار بار ان فاسق و فاجر سیاسی لم چھڑوں سے اپنے تعلقات استوار کرتے ہیں اور ہر بار ہزیمت و ادبار کا منہ دیکھتے ہیں مگر اپنی روش کو چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

تقسیم ملک سے قبل بھی علماء کرام نے پورے خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ دو سیکولر لیڈروں کا ساتھ دیا ایک طبقہ اپنی تمام تر علمی وجاہت و ثقاہت کے ساتھ محمد علی جناح کے ساتھ تحریک پاکستان کا سرگرم رکن بن کر رہ گیا یعنی

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اور دوسرا طبقہ بھی اپنی تمام تر علمی وجاہت و ثقاہت سمیت

"گوشت خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں"

گاندھی کی سادھی پر پھول چڑھانے لگ گیا دونوں مقدس طبقوں کے ساتھ جو سلوک مسلم لیگ نے پاکستان میں اور کانگریس نے ہندوستان میں کیا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں تاریخ کا حصہ ہے اور اس پر باحوالہ بحث و تمحیص کی جا سکتی ہے غرضیکہ یہ ایک بہت بڑا تجربہ تھا پاکستان میں علماء کرام اپنے اس المناک ماضی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی سمت متعین کر سکتے تھے مگر ایسا نہ ہو سکا جس کے بہت ہولناک نتائج برآمد ہو رہے ہیں آج پھر علماء کرام اسی ضغطہ کے عالم میں ہیں جبکہ مسلم لیگ نے پھر علماء و مشائخ ونگ کے قیام کا الارم بجا دیا ہے اور پی پی پی بھی علماء ونگ کا بگل بجا چکی ہے اب بھی اگر نہ جاگے تو پھر "علماء حق" کی جو رہی سہی ساکھ ہے وہ بھی خاک میں مل جائے گی!